

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (اگست 2016ء)

دین و دانش

سیرت و سوانح امیر المؤمنین خلیفہ راشد سیدنا معاویہ سلام اللہ و رضوانہ علیہ

جمعۃ المبارک، ۲۳/رجب ۱۳۹۸ھ/۳۰/جون ۱۹۷۸ء، دہاڑی (قسط نمبر ۴)

خطاب: مولانا سید ابومعاویہ ابوذر حسنی بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حمّٰی بنی اخطب سلام اللہ و رضوانہ علیہا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہلیہ..... جو غزوہ خیبر سات ہجری کے محرم میں قید ہوئیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، سیدہ صفیہ بنت حمّٰی بن اخطب اُن کا باپ کافر یہودی، اُن کا پہلا خاوند یہودی، اُن کا دوسرا خاوند یہودی۔ سارا خاندان یہودی، نسل بنی اسرائیل کی، اولاد ہارون علیہ السلام کی، سارا خاندان ویسے ختم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے اندر اُن کو قیدی بنایا۔ دیکھئے اب کیسے حیلہ بنتا ہے؟ جنگ میں وہ قیدی بنیں، باندی بنیں، ایک صحابی کے حصہ میں آ گئیں۔ مدینہ کو واپسی ہوئی راستے میں باندیاں تقسیم ہوئیں۔ تقسیم کرنا ہی نکاح ہوتا ہے، باندی کا نکاح یوں نہیں ہوتا کہ محفل بنے، یہ دولہا والے ہیں، یہ دلہن والے ہیں۔ نہیں نہیں۔ باندی کو امام، خلیفہ المسلمین، حاکم وقت، یا جس علاقہ میں جس کمانڈر کے ہاتھوں سے علاقہ فتح ہوا ہو، وہ کمانڈر جب بادشاہ کا نائب ہو کر کسی کو باندی دے دیتا ہے تو یہی باندی کا نکاح ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی باندیاں تقسیم کیں، اُن باندیوں میں وہ بی بی جو تھیں صفیہ بنت حمّٰی بن اخطب، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ”دُحیہ بن خلیفہ کلبی“ کے حصہ میں آ گئیں۔ اب جو دیکھا صحابہ نے کہ خاندانی عورت، نوجوان، حسینہ، جلیلہ، چلی گئیں دُحیہ کلبی کے پاس۔ پتا نہیں کس صحابی کے دل میں آئی۔ عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا: کیا بات ہے؟ ”کہ یہ لڑکی تو آپ کے قابل تھی، (یہودی بنی قریظہ و بنی نضیر اور اہل خیبر کے سردار کی بیٹی ہے)۔ فرمایا: میں تو تقسیم کر چکا ہوں! دیکھا نبی کو آپ نے؟ خاندانی لڑکی ہے، حسین و جمیل ہے، سردار کی بیوی ہے، سردار کی بیٹی ہے، ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے، کیا دنیا کا کوئی سالار یا کمانڈر ہوتا اس کی نگاہ سے کوئی حسین عورت چھوٹ سکتی تھی؟ وہ سب سے پہلے اپنی فوج کو حکم دیتا کہ تم جاؤ جہنم میں، میرے لیے یہ عورت چن کر لاؤ اور فوراً میرے گھر میں بھیجو۔ لیکن نبی نے فرمایا: ”نہیں“ عام روٹین ورک میں جو عورت جس کے حصہ میں، جس کی قسمت میں آئے۔ اُس کی بیوی بن کر جائے۔ ”نفس پرستی یا خواہشِ نفس“ کا کوئی نشان نبی کی زندگی میں نہیں۔ تو کہا: یا رسول اللہ! وہ تو پھر آپ کے قابل تھی۔ فرمایا: میں تو تقسیم کر چکا ہوں۔ کہنے لگے تجھی تو آپ ہی کے پاس ہے؟ تو حضرت دُحیہ کلبی کو طلب فرمایا۔ چنانچہ انھوں نے اسی وقت صفیہ کو

ماہنامہ ”نقیبِ ختم نبوت“ ملتان (اگست 2016ء)

دین و دانش

لا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا کہ یا رسول اللہ! صفیہ آپ کے لیے حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا: بہت اچھا میں نے قبول کی تم جاؤ اور اس کی جگہ کوئی دوسری باندی لے لو۔ چنانچہ دحبہ نے صفیہ کے بدلہ میں دوسری باندی حاصل کر لی اور حضور نے قبول کرنے کے بعد وہیں پہنچا دیا۔ اب نبی کی بیوی بننا تھی نا؟ اب نبی کی بیوی کا تماشا دیکھے گی دنیا؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس وقت اُن کا پردہ نہیں تھا۔ وہ غلامی اور مجبوری کا وقت تھا۔ وہیں آزاد کیا اور پھر دورانِ سفر میں ہی باقاعدہ نکاح کے بعد اُن کو آزاد کر کے آزاد بیویوں میں شامل کیا، حرم میں شامل کیا۔ اُمّہات المؤمنین میں شامل کیا، اس کے بعد کوئی بتائے نا کہ مرتے دم تک کسی نے اُن کو دیکھا کبھی؟ کہنا مجھے یہ تھا کہ دیکھئے سارے یہودی کا فر مر گئے۔ اس کا باپ لڑکر مرا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں، شوہر مر گیا، پہلا شوہر بھی مر چکا تھا، دوسرا سامنے قتل ہوا، سلام بن مشکم، کننا بن ابی الحقیق، سب کے سب سامنے مرے، کلمہ نہیں پڑھا اور جس کی قسمت میں تھا، اللہ تعالیٰ اُس کو کیسے نکال کر کے لایا۔ ہارون کی اولاد میں ہے۔ یہودی کی بیٹی ہے، ایک یہودی کی بیوی ہے، پھر دوسرے یہودی کی بیوی ہے، پھر وہ قیدی ہوتی ہے، پھر وہ ایک صحابی کے پاس جاتی ہے، پھر وہ اس سے محفوظ ہے، پھر نبی کے پاس آتی ہے، پھر آزاد ہوتی ہے، پھر اس کا پردہ ہوتا ہے۔ پھر وہ نبی کی بیویوں میں شامل ہوتی ہے پھر وہ حرم میں شامل ہو کر اُمّہات المؤمنین میں ہے اور اب وہ مسلمانوں کی ماں ہے۔ اللہ کی تقدیر میں تھا کہ یہ عورت، یہ مسلمان بنے گی، پھر کیسے وہ یہودی رہ سکتی تھی؟ اللہ تعالیٰ کا علم جو ہے، وہ سب سے زیادہ ہے، سب سے زیادہ وزنی ہے، محیط ہے، جامع ہے۔ اس میں کوئی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔ انھوں نے یہ فرمایا:

”أُولَئِكَ الَّذِينَ أَمْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى“ (الحجرات، آیت: ۳)

نبی علیہ السلام کے جتنے بھی ساتھی ہیں، میں اُن کے دلوں کو جانچ چکا ہوں کہ اُن میں کفر نہیں ہے، منافقت نہیں ہے، دھوکا نہیں ہے۔ اس سے قانون نکل آیا۔ یاد رکھنا، کوئی کتاب والا، کوئی رائٹر، کوئی آتھر (Author)، کوئی پروفیسر، کوئی لیکچرر کہتا ہے تو بکے، ہمیں کوئی پروا نہیں، اللہ کے مقابلہ میں ہر چیز بیچ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ہر چیز بیچ ہے۔ اللہ نے فرمادیا کہ میں نے جانچا ہوا ہے کہ یہ پکا مؤمن ہے، جتنا بھی ٹولا ہے اگر چودہ سو برس کے بعد کوئی شخص بکواس کرتا ہے کہ نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں فلا کا ایمان تھوڑا تھا، تو پوچھو اُس سے تیرے باپ کے پاس ترازو رکھا تھا اللہ نے؟ تیرے باپ کے گھر میں کوئی نیا کانٹا لگوا دیا تھا روحانی، جس میں لوگوں کے ایمان ٹلے تھے؟ اللہ کو معلوم تھا کہ تیرے باپ کو زیادہ معلوم تھا؟ تیرا اپنا ایمان باقی نہیں ہے، ہمیں تو اللہ کے ہاں یہ لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ تو صحابہ کے ایمان کو تو لٹا ہے کھڑے ہو کر۔ اللہ نے اپنے عدل کے ترازو میں تول دیا کہ اُن کے دلوں کو میں نے جانچا ہوا ہے، اُن کا کفر کا پلڑا خالی ہے، منافقت کا پلڑا خالی ہے اور ایمان کا پلڑا وزنی ہے۔ اُن کے دل میں نہ کفر ہے، نہ شرک ہے، نہ منافقت ہے، نہ ریا ہے، نہ دھوکہ، یہ بکے اور سچے مسلمان ہیں۔ سوائے ایمان کے ان کے دلوں میں اور کچھ نہیں۔ لَہُمْ مَغْفِرَةٌ وَاجْرٌ

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (اگست 2016ء)

دین و دانش

عَظِيمٌ (الحجرات، آیت: ۳) ان کے لیے بیٹگی اعلان کرتا ہوں کہ یہ بخشے ہوئے ہیں اور ان کو بہت بڑا اجر دوں گا جو کسی کو نہیں ملے گا۔ تو صحابہ کے بارے میں یہ عقیدہ یاد رکھیں۔

اب آپ مجھے ایک بات بتائیں جب بنو تمیم کے بدو جو اسلام کی الف با بھی نہیں جانتے تھے، اللہ کا اُن کے متعلق یہ فیصلہ ہے کہ یہ بخشے بنشائے ہیں۔ جب اُن کے متعلق یہ اعلان ہے کہ میں نے اُنہیں بیٹگی بخش دیا ہے اور اُن کے لیے بڑا عظیم رزق میں نے رکھا ہے، ان کے دلوں کو میں نے جانچ لیا ہے، ان کے متعلق یہ فیصلہ ہے تو جن کو چن کر مکہ سے مدینہ خود لائے، جن کو پیغمبر نے خود اللہ کی اجازت سے معافیاں دیں، اُن کے لیے بیت المال سے وظائف اور حصص مقرر کیے۔ اور جب مدینہ آئے، آتے ہی حضور کا پرائیویٹ اور پرسنل سیکرٹری بنوا دیا، اُن کے ہاتھوں سے وحی لکھوانا شروع کر دی، اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) سوئے ہوئے ہیں کہ پتا نہیں مسلمان ہیں کہ نہیں؟ دیہاتوں کے بدوؤں کے متعلق تو اللہ کو معلوم ہے جو پتا نہیں پھر آئے یا نہیں آئے اور آئے تو کون سی صف میں بیٹھے ہوں گے؟ انھوں نے کوئی کارنامہ انجام دیا کہ نہیں دیا؟ پھر آئے یا نہیں آئے؟ کسی جنگ میں اُن کا نام آیا کہ نہیں آیا؟ ہمیں پتا ہی نہیں اور جن کا ڈنکا بج رہا ہے، معاویہ بن ابی سفیان، یزید بن ابی سفیان، ابوسفیان بن حرب، ہند بنت عتبہ جن کے ڈنکے بجے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار بھی ہیں۔ ابوسفیان رشتے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں، معاویہ رشتے میں بھتیجے ہیں، ان کے بڑے سوتیلے بھائی جن کے نام پر یزید بن معاویہ کا نام ہے، یزید بن ابی سفیان وہ صحابی رسول ہیں، کاتب وحی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ بی بی ہند جو اپنی عورتوں کے لشکر کو لے کر وہ غزوہ احد میں کہہ رہی تھیں: نَحْنُ بَنَاتُ الطَّارِقِ، ہم تو ستاروں کی بیٹیاں ہیں، زمین پر رہنے والی نہیں ہیں۔ گیت یا رُجُو گایا۔ نَحْنُ بَنَاتُ الطَّارِقِ نَمَشِي عَلَى السَّمَارِقِ۔ ہمیں یہ نہ سمجھنا کہ مکے کے ریگستان میں پیدا ہوئی ہیں، ہم نے بھی بادشاہوں کے گھرانے دیکھے ہیں۔ ہمارے پاؤں کے نیچے ریشمی غالیچے روندے جاتے ہیں۔ ہمیں پروا نہیں ہے دنیا کے مال و دولت کی۔ اِنْ تُقْبِلُوا نَعَانِقِ اَوْ تَذَبِرُوا نَفَارِقِ، اگر تو تم کامیاب ہو کر سامنے آؤ گے تو ہم تمہیں گلے لگائیں گی اور اگر تم نے پیٹھ دکھائی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکر سے مار کھا گئے تو قیامت تک کے لیے تم سے طلاقیں لے کر ہم گھروں کو چلی جائیں گی، یہ وہ بی بی ہند ہیں جو اُحد میں یہ کہتی تھیں اور جب کلمہ پڑھ لیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور کے اندر غزوہ یرموک میں کھڑے ہو کر فرماتی تھیں۔ مسلمانو! اِيْهَا الْاِخْوَانُ! اَيَا اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ..... یہ جو سامنے کھڑے ہیں نا، ان کے جسموں کے ٹکڑے اڑا دو، ان کو باقی نہ چھوڑنا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں، یہ اللہ کے دشمن ہیں، یہ تمہارے دین کے دشمن ہیں۔ اللہ کے علم اور تقدیر میں تھا کہ ہند اُحد کے موقع تک کافر رہے گی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ سلوک کرے گی فتح مکہ کے موقع پر وہ مسلمان ہوگی اور پھر اسلام کی خدمت یوں کرے گی۔ ساس ماں ہوتی ہے کہ نہیں، جس طرح اپنی

ماہنامہ ”نقیبِ ختم نبوت“ ملتان (اگست 2016ء)

دین و دانش

ماں سے نکاح حرام ہے، اسی طرح ساس بھی حرام ہے۔ جس طرح ایک لڑکی کا اپنے باپ سے نکاح حرام ہے، اسی طرح بہو کا اپنے سر سے نکاح حرام ہے۔ اب دو گنا چو گنا احترام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ دار ہیں اس لیے بھی احترام ہے۔ کافر ہوتیں تو بھی شخصی احترام ہوتا۔ اب مسلمان ہیں تو دو گنا احترام ہے۔ پھر صحابیہ ہوں تو تکنا احترام ہے، پھر جہاد کیا تو چو گنا احترام ہے۔ اللہ کے علم میں تھا کہ آخر ان کا انجام اسلام پر ہوگا یہ کافر نہیں رہیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ہمیں ایک اصول اور ضابطہ بتا دیا کہ جو لوگ بھی نبی کے ساتھ شامل ہو گئے، جن کو نبی نے منافق نہیں کہا وہ سوچے مومن اور مغفرت یافتہ ہیں۔ آپ کے دل میں یہ بات آسکتی ہے کہ یہاں نام تو نہیں بتایا، دیکھیں جوشبہ ہو بڑے سے بڑا، وہ آپ لے آئیں۔ میں اُس شبہ کو ان شاء اللہ تعالیٰ دلیل سے دور کروں گا بفضلہ تعالیٰ۔ کوئی چیز نہیں یہ سب شیطان کے ڈھکوسلے ہیں۔

تیسرا شبہ درمیان میں سے ابلیس آ کر کہے گا کان میں کہ جناب یہ تو درست ہے لیکن یہاں بھی تو نام نہیں لیا گیا کہ جس طبقہ کا بھی کوئی آدمی ہوگا وہ سارا ہی مسلمان ہوگا۔ یہاں تو ایک ضابطہ دے دیا گیا۔ لیجیے اس کا جواب وہ آیت ہے جو میں نے شروع میں پڑھی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ معاویہ کے گھرانے کے بارے میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔ سورتِ مختہ اٹھائیسویں پارے کی آیت ہے جو میں نے تلاوت کی۔ تمام دنیا کے علماء کا اتفاق ہے کہ ابوسفیان اور مکہ کے دوسرے اہم کفار کے گھرانوں کے متعلق نازل ہوئی۔ اس کا پس منظر ہے، آپ یاد رکھیں، فتح مکہ کے موقع پر بی بی ہند جب کلمہ پڑھنے لگیں تو اس کے متعلق یہ روایت ہے:

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيقِ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا) أَنَّ هِنْدًا بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كَانَ مِمَّا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَخْبَاءٌ أَوْ خَبَاءٌ (الشُّكُّ مِنْ أَبِي بَكْرٍ) أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَذْلُوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ خَبَائِكَ ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلٌ أَخْبَاءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَوْ خَبَاءٌ يَعْزُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ خَبَائِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَ أَيْضًا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَجِيحٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أَطْعَمَ مِنَ اللَّذَى لَهُ قَالَ لَا بِالْمَعْرُوفِ. وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ بِنَحْوِهِ وَتَقَدَّمَ مَا يَتَعَلَّقُ بِإِسْلَامِ أَبِي سُفْيَانَ.

(البدایہ والنہایہ لابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۳۱۹، ج: ۴، مکتبہ المعارف، بیروت، مکتبہ النصر، الریاض الطبعة

الاولیٰ ۱۳۸۶ھ، ۱۹۶۶ء)

ماہنامہ ”نقیبِ ختم نبوت“ ملتان (اگست 2016ء)

دین و دانش

ترجمہ: ”امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن بکیر کے طریق سے روایت کی ہے۔ وہ لیث سے وہ یونس سے وہ ابن شہاب زہری سے وہ عروہ بن زبیر سے وہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، سیدہ فرماتی ہیں کہ تحقیق ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے (فتح مکہ کے موقع پر اسلام لانے کے بعد نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں) عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! روئے زمین پر جتنے بھی خیمہ نشین (خاندان) آباد ہیں اُن میں سے آپ کے گھرانے والوں سے زیادہ مجھے کسی اور کے متعلق یہ بات پسند نہ تھی کہ وہ دنیا میں ”ذلیل و پامال“ ہو کے رہ جائیں، لیکن پھر (اسلام لانے اور آپ کو نبی و رسول مان لینے کے بعد) آج روئے زمین پر بسنے والوں سے زیادہ مجھے کسی اور کے متعلق یہ بات پسند نہیں رہی کہ وہ ہمیشہ کے لیے بلند اور باعزت ہو کر کے جیئیں۔ تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”ہاں اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے یقیناً تمہارے گھرانے والوں کے متعلق بھی میری یہی خواہش اور دعا ہے کہ وہ بلند و باعزت ہو کر جیئیں۔ ہند نے پھر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! (میرا شوہر) ابوسفیان بخیل آدمی ہے۔ اگر میں اس کے مال میں سے (بلا اجازت) کچھ لے کر کھا پی لیا کروں تو کیا مجھ پر کوئی (شرعی) تنگی اور پابندی تو نہیں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”نہیں! بلا استحقاق نہیں۔ بلکہ اجازت کے ساتھ بہتر طریقہ سے لے لیا کرو۔“

کہنے لگیں ”یا رسول اللہ! آپ وہ شخص ہیں کہ جب میں آپ کو پہلے دیکھتی تھی..... یہ لفظ ہیں.....“ تو میرا جی چاہتا تھا کہ آپ اور آپ کی آل اولاد (اتنی ذلیل ہو) معاذ اللہ کہ دنیا قیامت تک اُسے یاد رکھے۔“ کھل کر کہا۔ معاذ اللہ۔ حوصلہ سے سننے کی بات ہے کہ آپ کو دیکھ کر میرا دل چاہتا تھا کہ آپ (معاذ اللہ) نقل کفر کفر نہ باشد، کفر کے دور کا کلمہ ہے۔ آپ اور آپ کی آل اولاد۔ یہ لفظ لکھا ہے۔ ذلیل ہو اور ساری کائنات میں اُس سے بڑھ کر اور کوئی ذلیل نہ ہو لیکن آج آپ کے اشرف وجہ سے میں کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اتنا آپ کو معزز کر دے، آپ کی آل اولاد کو کہ دنیا اُس کو دیکھے اور اس کے تصور میں نہ آئے اتنی آپ کی اور آپ کی آل اولاد کی عزت ہو۔ تو پتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے کیا فرمایا؟ لوگ سمجھتے نہیں کہ ہم کیوں چیخ رہے ہیں؟ فرمایا: نَعَمْ اَيْضاً لَكُمْ، ہاں خدا کی قسم! تمہارے متعلق بھی میرا یہی نظریہ ہے کہ تم بھی پھر دنیا میں اتنے معزز ہو جاؤ کہ دنیا دیکھتی رہ جائے، تمہاری عزت کو پھر کوئی مٹا نہ سکے۔ تو فرمایا نَعَمْ اَيْضاً بِانْفُسِكُمْ، تمہارے وجود کے متعلق اور تمہارے خاندان کے متعلق میرا بھی یہی نظریہ ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کی عزت چاہتے ہوں، ہم چند لپاٹے، گن میلیے، ذرا کر پھا کر، گپوڑ باز، بکواسی کھپوؤں کی وجہ سے یہ کہہ دیں کہ اُن کی عزت نہ کریں، ایسی کی تہیسی۔ ایسی بکواس کرنے والوں کی، دنیا اُلٹ جائے، ہم اُن کا نام عزت سے لینے پر مجبور ہیں۔ پیغمبر جن کے متعلق یہ تنہا کر کے جائیں کہ اُن کی عزت ہو دنیا میں، کوئی اُن کو ذلیل کر سکتا ہے؟ دیکھ لو اُن کو جتنی گالیاں مل رہی ہیں اللہ کے فضل سے ہر دور میں اُن کا نام لینے والے ہمارے جیسے گنہگار پیدا ہوتے رہیں گے۔ یہ ہے اس کا پس منظر۔ یہ واقعہ حدیث کا تھا، قرآن کا تو

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (اگست 2016ء)

دین و دانش

نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن میں سند عطا فرمائی۔ مہر لگا دی تاکہ یہ بات پختہ ہو جائے۔ صرف حدیث کی یا جنگ کے دور کی بات نہ رہے، آیت آگئی۔

عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوْدَّةً وَاللَّهُ قَدِيرٌ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ. (ممتحنہ: ۷، پ: ۲۸)

یہ معاملہ بہت نزدیک آگیا ہے کہ اللہ تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جن سے تم دشمنی کرتے رہے ہو، دلی محبت ڈال دیں۔ اور اللہ ہر چیز پر قابو یافتہ ہیں اور اللہ بہت پردہ پوش اور بڑے مہربان ہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیو! یاد رکھنا۔ بڑی جلدی وہ زمانہ نزدیک آ رہا ہے فتح مکہ کے بعد، کہ تم لوگ اور وہ خاندان، وہ ابوسفیان، وہ یزید بن ابی سفیان، وہ ہند بنت عتبہ، وہ معاویہ بن ابی سفیان، وہ جویریہ بنت ابی سفیان، وہ سارا جن کے اور تمہارے درمیان کھلی بغاوت اور دشمنی تھی، اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ عنقریب تمہاری ان سے ایسی محبت کر دے گا کہ دنیا دیکھے گی۔ عَسَىٰ اللَّهُ، بڑا نزدیک ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ معاملہ کریں۔ اَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوْدَّةً، کہ تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جو کافروں میں سے تمہارے دشمن تھے فتح مکہ کے چند گھنٹوں کے بعد تمہارے درمیان ایسی دوستی اور محبت، دل کی محبت پیدا کر دے گا کہ دنیا دیکھے گی اور اب تم حیران ہو گے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا کہ تم کو اللہ کے متعلق کوئی شک ہے کہ اس کی قدرت میں کوئی کمی ہے؟ وَاللَّهُ قَدِيرٌ، میں اللہ ہوں اور میں کہتا ہوں کہ اس دشمنی کو ختم کر کے دوستی پیدا کروں گا، وہ ابوسفیان جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نہیں دیکھ سکتا تھا، تم دیکھو گے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہوگا اور وہ ہند جو ساس بھی ہے، رشتہ دار بھی ہے، یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں میں آ کر بیٹھے گی اور وہ یزید اور معاویہ جو بھاگتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے اسلام کا ہمارے ماں باپ کو پتا چل گیا تو کہیں ہمیں قتل نہ کر دیں، یہ رسول کے غلام بنیں گے۔ یہ سارا خاندان مسلمان ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔

سیدہ اُمّ معاویہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے قبولِ اسلام

اور اس کی قوت و پختگی کے لیے فتح مکہ کے دوران عجیب اور انقلاب انگیز اسباب و محرکات

اس سلسلہ میں حدیث و سیرت اور تاریخ کے دفاتر جو حقیقت بیان کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام مجدد مائتہ عشرہ، علامہ ابن حجر عسقلانی کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں سنئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

اِذْ مِنْ جُمْلَةِ الْحَامِلِ لَهَا عَلَيْهِ اَنَّ مَكَّةَ لَمَّا فَتِحَتْ دَخَلَتِ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ لَيْلًا فَرَأَتْ الصَّحَابَةَ قَدْ مَلَوْهُ وَاَنَّهُمْ عَلَى غَايَةِ مِنَ الْاجْتِهَادِ فِي الصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالطَّوَافِ وَالذِّكْرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْعِبَادَاتِ فَقَالَتْ وَ لِلّٰهِ مَا رَأَيْتُ اللّٰهَ عُيِدَ حَقَّ عِبَادَتِهِ فِيْ هَذَا

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (اگست 2016ء)

دین و دانش

الْمَسْجِدِ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَاللَّهُ أَنْ بَاتُوا إِلَّا مُصَلِّينَ قِيَامًا وَرُكُوعًا وَسُجُودًا فَاطْمَأْنَنَتْ إِلَى
الْإِسْلَامِ لَكِنَّهَا خَشِيَتْ أَنْ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَيِّدَهَا عَلَى مَا فَعَلَتْهُ
مِنْ الْمُثْلَةِ الْقَيْصِيَّةِ بِعَمِّهِ حَمْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَاءَتْ إِلَيْهِ مَعَ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهَا فَوَجَدَتْ
عِنْدَهُ مِنَ الرَّحْبِ وَالسَّعَةِ وَالْعَفْوِ وَالصَّفْحِ مَا لَمْ يَخْطُرُ بِبَالِهَا. (تطهير الجنان، ص: ۹)

ترجمہ: ”سیدنا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور علیہ السلام سے اُن کی غیبت میں روزینہ اور وظیفہ
حاصل کرنے کی خصوصی اجازت حاصل کرنے کا واقعہ سیدہ اُمّ معاویہ ”ہند“ بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے اسلام کی پختگی پر دلیل
اور گواہ ہے۔ کیونکہ سیدہ ہند کو اسلام پر آمادہ کرنے کے مختلف اسباب و محرکات میں سے یہ خاص واقعہ بھی ہے کہ جب مکہ
مکرمہ فتح ہو گیا۔ تو ہندرات کے وقت مسجد حرام میں داخل ہوئیں۔ تو انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس حال میں دیکھا
کہ اُن کے لشکر نے مسجد حرام (صحن کعبہ) کو (اپنی خلاف توقع تعداد) سے بھر رکھا ہے اور یہ دیکھا کہ وہ انتہائی توجہ اور اور
جدوجہد کے ساتھ نماز اور تلاوت قرآن کریم اور طواف کعبہ اور ذکر الہی جیسی مختلف عبادات میں مشغول ہیں۔ تو (صحابہ کی
اللہ کی ذات میں فنائیت و محویت دیکھ کر) بولیں، اللہ کی قسم! میں نے اس مسجد میں آج کی رات سے پہلے کبھی نہیں دیکھا کہ
اللہ کی عبادت کا اس طرح حق ادا کیا گیا ہو، اللہ کی قسم! اصحاب رسول نے ساری رات نمازیں پڑھتے ہوئے، قیام اور رکوع
اور سجود کے سوا اور کسی کام میں نہیں گزاری۔ سو (اس عجیب اور انقلاب انگیز مشاہدہ کے بعد) ہند اسلام کی طرف سے بالکل
مطمئن ہو گئیں۔ لیکن وہ اس بات سے ڈر رہی تھی کہ اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں تو آپ ہند کو اپنے چچا سید
الاشہد احمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک کا ناک کاں ہونٹ کاٹ کر اور کیچہ نکال کر چبانے وغیرہ کی صورت میں بدترین
مثلمہ کرنے اور حلیہ بگاڑنے کے ناقابل بیان و برداشت عمل کی بنا پر سخت ڈانٹ ڈپٹ اور زجر و قہر کریں گے۔ چنانچہ ہند
(اسی خیال، تذبذب اور خوف کی حالت میں ہی اُمیدِ عفو و کرم لیے ہوئے) اپنے خاندان کے ایک آدمی کے ہمراہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ کی بارگاہ میں ایسی پذیرائی و حوصلہ مندی اور درگزر کا وہ نظارہ دیکھا جس کا
تصور بھی اُن کے دل میں کبھی نہیں گزرا تھا۔

ظہر کے وقت صفا کی چوٹی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور کعبہ کی زیارت کر رہے تھے۔ عمر ابن
خطاب حفاظت کے لیے تلوار پاس لے کر بیٹھے تھے، فتح مکہ کے دن۔ تو دیکھا کہ بی بی ہند آ رہی ہیں۔ فرمایا کہ کون آ رہا
ہے؟ عرض کیا کہ ہند بنت عتبہ یا رسول اللہ۔ یہ ہند آ رہی ہے۔

سیدہ ہند کا قبولِ اسلام:

کہنے لگے یہ کیسے آ رہی ہے؟ یہاں اس کا کیا کام؟ جانتے تو تھے کہ یہ کون ہے؟ ساس بھی ہے۔ تو فرمایا: یا رسول

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (اگست 2016ء)

دین و دانش

اللہ! میں ابھی پوچھتا ہوں۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے کہ کیسے آرہی ہو؟ اس نے کہا کلمہ پڑھنے کے لیے آرہی ہوں۔ وہ ہند جس کا غرور نہیں ٹوٹا تھا۔ اب اللہ کا حکم پورا ہونے لگا۔ کہنے لگے کلمہ پڑھنے کے لیے آرہی ہو؟ کہنے لگیں، بالکل! کلمہ پڑھنے کے لیے آرہی ہوں، عاجز ہو گئی ہوں، ہر طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین نے مجھے عاجز کر دیا۔ کہیں بھی تو میرے خدا میرے کام نہیں آئے، یہ فقرہ ہے آگے، وہ سننے کے قابل ہے۔ وہ ہوا کیا تھا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت اور معجزہ ہے۔ وہ بھی آپ کو بتا دوں، صفا کی چوٹی پر آنے سے پہلے رات کو چکر لگایا کعبہ کے صحن کا جائزہ لیا، صحابہ کا لشکر تھا۔ کیمپ لگے ہوئے تھے دور تک دس ہزار صحابہ کے لیے اور کعبہ کے کوٹھے کے اندر جس طرف گئی ہیں کوئی پڑھ رہا ہے، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ کوئی پڑھ رہا ہے، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ اَزْوَاجِهِ کوئی پڑھ رہا ہے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ۔ تمام صحابہ اپنے ذکر و اشغال میں مشغول، کوئی سجدہ میں ہے، کوئی رکوع میں ہے، کوئی قرآن کی تلاوت کر رہا ہے، مہبوت ہو گئیں کہ کیا یہ میری قوم ہے؟ یہ وہی قوم ہے جو بیٹیوں سے عشق کرتی تھی، جو بھتیجیوں کے ساتھ غزلیں گاتی تھی، جو شراہیں پی کر لکارتے تھے، بڑکیں مارتے تھے، ننگے طواف کرتے تھے، یہ وہ قوم ہے، اس میں انقلاب کیسے ہو گیا؟ یہ کس نے اس کو دیوانہ بنا دیا؟ پاگل ہو گئیں بی بی ہند، ساری رات یہ پر نور منظر دیکھ کے حضور علیہ السلام کے دست حق پرست پر کفر سے توبہ کی، بیعت کر کے صبح کو جب گھر میں گئیں تو خود بیان کرتی ہیں بی بی ہند کہ اپنے ہاتھوں سے بنایا ہوا جو بت تھا تھوڑا لیا اور مارا اُس کے سر پر اور کہنے لگیں: كُنَّا مِنْكَ فِيْ غُرُوْدٍ، تیرا بیڑا غرقِ تم نے ہمیں دھوکے میں رکھا۔ اگر تو سچا ہوتا تو آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں کا قبضہ کیسے ہو گیا مکہ پر؟ کیا کیا باتیں سناؤں۔ كُنَّا مِنْكَ فِيْ غُرُوْدٍ، ہم تو تیری وجہ سے دھوکے میں رہے۔ میرا شوہر، میرا باپ سب کہتے تھے کہ یہ کام آئیں گے۔ تو نے کام آنا ہوتا تو آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قبضہ کیسے ہو گیا مکہ پر؟ سچا تو پھر وہ ہے جس کو ہم نے نکال دیا اور ہم کہتے تھے کہ وہ پھر یہاں گھس نہیں سکے گا۔ آج ہم اُس کے رحم و کرم پر ہیں۔ پہلے توبہ کی نیت کی، پھر صفا کی چوٹی پر آئیں۔ کہنے لگیں یا رسول اللہ! اسلام کے لیے آئی ہوں۔ فرمایا: اچھا اسلام کے لیے آئی ہو، کہنے لگیں: ”بیعت کر لیں“ فرمایا: کہ میں نے تو آج تک کسی غیر محرم کو ہاتھ نہیں لگایا۔ حالانکہ ساس ہے، لیکن پیغمبر علیہ السلام کی زندگی کا اس سے آپ اندازہ کریں، فرمانے لگے کہ میں عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا کرتا۔ تو لکھا ہے سیرت اور تاریخ کی بعض کتابوں میں ایک بہت بڑا پیالہ تھا۔ كَانَ قَدْ حُكِيَیَ۔ وہ پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میری طرف سے بیعت لو۔ الفاظ کہلاتے جاؤ۔ میں تصدیق کرتا جاؤں گا۔

(جاری ہے)